رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶ ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

بدر

قادیان

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی (بی اے) انڈیا سے باہر پانچ روپیہ (صہ)

جلد ۱۳ (۱۳۱) | قادیان مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۲۸ء مطابق ۹ شوال المکرم ۱۳۴۷ھ | نمبر ۱۲ (۴۶)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت ہفتہ زیر اشاعت میں علیل رہی۔ آپ جمعہ میں بھی تشریف نہیں لا سکے۔ احباب حضور کی صحت کیلئے بالالتزام دعائیں کریں +

(۲) مکرمی مفتی حکیم فضل الرحمن صاحب کے صاحبزادہ سیعادی تپ میں مبتلا ہے۔ اور اخویم اکمل صاحب کا فرزند اکبر کو بھی بخار آتا ہے۔ ان دونوں نے امتحان دینا ہے۔ اول الذکر نے انٹرنس کا اور ثانی الذکر نے سیکنڈ ایر ایف اے کا احباب درد دل سے دونوں کی کامل صحت اور درازی عمر کی دعا کریں۔ تا کہ وہ امتحان میں شامل ہو سکیں +

(۳) طلباء تعلیم الاسلام ہائی سکول انٹرنس کے امتحان کے لئے چلے گئے ہیں اور ہمارے احمدیہ ہوسٹل لاہور کے طالب علموں کا امتحان ۱۹ اپریل سے شروع ہوگا۔ ان سب کی اعلیٰ کامیابی کے لئے دعا فرما کر عند اللہ ماجور ہیں +

(۵) دارالامان میں ۱۲ مارچ کو بروز بدھ عید الفطر ہوئی۔ اور چاند نہایت صفائی سے بلا اختلاف دیکھا گیا۔ قریب قریب کے احمدی احباب ریل کی برکت سے دوگانہ عید الفطر ادا کرنیکیلئے قادیان پہنچ گئے۔ اور پھر نماز سے فارغ ہو

صاحب پوسٹماسٹر جنرل ڈاکخانہ جات پنجاب کی توجہ کے قابل

(ایڈیٹر)

مکرم ایڈیٹر صاحب اخبار فاروق۔ السلام علیکم

گذشتہ ماہ فروری میں پوسٹ آفس قادیان کے اندر جو توہین آمیز سلوک مجھ سے ہوا۔ اُس کی مختصر سی کیفیت لکھ کر آپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔ آپ اسے اپنے اخبار میں جگہ دیں۔ تاکہ حکام بالا تک پہنچ جائے۔ نوازش ہوگی +

خاکسار:۔ ڈاکٹر عبدالرحمن موگا

پوسٹ ماسٹر قادیان کا توہین کن سلوک

مجھے چند دن پیشتر ماہ فروری میں کچھ دنوں کے لئے قادیان ٹھہرنے کا موقع ملا۔ اسی اثناء میں ایک رجسٹرڈ پارسل باہر بھیجنے کے لئے میں پوسٹ آفس قادیان میں گیا۔ میں نے پارسل ایک کلرک کے سپرد کیا۔ کہ وہ اسے وزن کر کے بتائیں کہ اس پر کتنی قیمت کا ٹکٹ برائے محصول ڈاک لگایا جائے۔ پوسٹ ماسٹر صاحب نے وہ پارسل کلرک سے خود لے کر نہایت تندی اور تیزی سے کھڑے کھڑے اس کا پیکنگ پیپر کھول کر زمین پر پھینک دیا۔ اور مجھے کہا۔ کہ اپنا پارسل لے جاؤ۔ یہ پارسل نہیں جا سکتا۔ میں نے دریافت کیا۔ کیا وجہ ہے؟ اس پر میرا اور پوسٹ ماسٹر صاحب کا حسب ذیل مکالمہ ہوا:۔

پوسٹ ماسٹر صاحب:۔ یہ پارسل اچھی طرح پیک شدہ نہیں۔

میں۔ یہ پارسل پیکنگ پیپر اور رسی سے نہایت اچھی طرح تیار کیا ہوا تھا۔ آپ نے اسی طرح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کھول ڈالا۔

پوسٹ ماسٹر صاحب۔ آپ کو معلوم نہیں پارسل کی تعریف یہ ہے۔ کہ "وہ کھولنے سے بھی نہ کھل سکے"

میں:۔ دنیا میں کوئی ایسا پارسل نہیں ہوتا۔ جو کھولنے سے بھی نہ کھل سکے۔ ہاں ایسا پیکنگ نہ ہو۔ جو راستہ میں خود بخود کھل جائے۔ پس میرا پارسل ایسا ہی ہے۔ جو خود بخود نہیں کھل سکتا۔ آپ نے اسے کھول کر مجھے تکلیف دی۔ دوبارہ پیکنگ کرنے میں میرا وقت ضائع ہوگا ؛

پوسٹ ماسٹر صاحب:۔ نہایت توہین آمیز اور تحکمانہ لہجہ میں۔ بس بحث کی ضرورت نہیں۔ میں پارسل لینے کے لئے تیار نہیں۔

میں:۔ اگر آپ نے پارسل نہیں لینا تھا۔ یا آپ کو اس کے پیکنگ پر کوئی اعتراض تھا۔ تو آپ بغیر کھولے اور خراب کئے مجھے پہلے ارشاد دیتے۔ کہ اس پارسل کو ٹھیک کر کے لاؤ یہ درست نہیں۔ لیکن افسوس آپ نے مجھے تکلیف دی۔ اور مجھ سے بُرا سلوک کیا۔ ایسے پارسل بیسیوں ہر ماہ میں لاہور امرت سر اور دوسرے ڈاک خانوں سے بھیجتا ہوں کبھی کسی نے انکار نہیں کیا۔ آپ کو یہ پارسل بھیجنا پڑے گا۔ ورنہ معاملہ طول پکڑیگا ؛

پوسٹ ماسٹر:۔ میں انگلینڈ اور بیرونی ممالک میں پھر آیا ہوں۔ میں قانون کو خوب جانتا ہوں ؛

میں:۔ بہت اچھی بات ہے۔ کہ آپ بیرونی ممالک میں پھر آئے ہیں۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ آپ ہمیں ناحق تکلیف دیں۔ ہم قانون کے مطابق کام کر رہے ہیں۔ اور ہم بھی قانون سے خوب واقف ہیں۔ کیونکہ ہمیں شب و روز واسطہ پڑتا ہے ؛

میں نے دوبارہ اس پارسل کو وہیں کھڑے کھڑے تیار کیا۔ اور پوسٹ ماسٹر قادیان سے کہا۔ کہ پارسل لیجئے۔

پوسٹ ماسٹر صاحب:۔ پوسٹ ماسٹر صاحب میری جرأت اور قانونی واقفیت سے پُر گفتگو سُن کر ذرا ششدر سے ہوئے۔ اور مجھ سے دریافت کرنے لگے کہ آپ کون صاحب ہیں ؟

میں:۔ یہاں شخصیت کا سوال نہیں۔ کہ میں اپنی کسی پوزیشن کے لحاظ سے فائدہ اٹھاؤں۔ میں تو اصول اور قواعد کے مطابق فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں ؛

پوسٹ ماسٹر صاحب نے میرے ہاتھ سے پارسل پکڑ کر اس پر سے میرا ایڈریس پڑھا۔ اور کہنے لگے اچھا آپ ڈاکٹر صاحب ہیں۔ اور موگے کے رہنے والے ہیں۔ تو آپ کا پارسل روانہ کر دیتے ہیں۔ پھر میرا پارسل لے لیا۔ لیکن پوسٹ ماسٹر صاحب نے جب میرا ایڈریس پڑھا۔ تو لب و لہجہ اور حالات بدلنے شروع ہو گئے۔ مجھے کہنے لگے میرے برخلاف یہاں سے تاریں اور چٹھیاں بہت جاتی ہیں۔ میں نے کہا۔ کہ آپ پبلک سے ایسا سلوک نہ کریں۔ جس سے آپ کے خلاف شکایات جائیں بلکہ اچھا سلوک کریں۔ جس سے لوگ آپ کے مداح ہوں۔ پس اس کے بعد میں وہاں سے چلدیا ؛

مندرجہ بالا مکالمے میں اگرچہ پوسٹ ماسٹر صاحب کے الفاظ قلمبند کئے گئے ہیں۔ لیکن وہ تہذیب آمیز اور ذلیل کن لب و لہجہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے میں حکام بالا کی خدمت میں مؤدبانہ درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ پوسٹ ماسٹر صاحب کے اس ناروا اور توہین کن سلوک پر نوٹس لیں۔ تاکہ جو رنج اور صدمہ مجھے پہنچا ہے۔ اسکی تلافی ہو جائے۔ میں یہ امید رکھتا ہوں۔ کہ حکام متعلقہ بہت جلدی اور پوری کوشش سے اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لے کر دادرسی فرمائیں گے ؛ جس سے آئندہ شرفاء کو ایسے ذلیل کن سلوک سے محفوظ کر کے شکریہ کا موقع دینگے ؛

ڈاکٹر عبدالرحمن۔ ایم۔ بی۔ ایس۔ ایچ۔ فزیشن سرجن اینڈ اوپٹیشن۔ موگا۔

ایڈیٹر:۔ مکرمی ڈاکٹر صاحب! میں نے آپ کا مرسلہ مضمون درج اخبار کر دیا ہے۔ لیکن میرا تجربہ سابقہ بتاتا ہے۔ کہ سب پوسٹ ماسٹر قادیان کو ہر ایک خلاف قانون اور پبلک توہین کی عام اجازت ہے۔ کیونکہ افسران بالا اس سے کسی قسم کا مواخذہ اور باز پرس کرنا خلاف انصاف سمجھتے ہیں ؛

ڈاک خانہ قادیان کے متعلق بیرونی شکایات

سب پوسٹماسٹر قادیان کی طرف سے بیجا تکلیف دہی اور آزار رسانی کا حلقہ اتنا وسیع ہو چکا ہے کہ اب بیرونجات سے بھی اس ڈاک خانہ کی شکایتیں آنے لگ گئی ہیں۔ اوپر جناب ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب آف موگا کی مرسلہ چٹھی سب پوسٹ ماسٹر قادیان کے سلوک ناروا اور خلاف قانون کارروائی کے متعلق درج ہو چکی ہے۔ ذیل میں فیروزپور اور دہلی سے آئی ہوئی شکایت درج کیجاتی ہے۔ اور آئندہ جو دیگر بہت سی چٹھیات ہمیں موصول ہوئی ہیں۔ وہ بھی برائے ملاحظہ افسران بالا شائع کرینگے۔ جب تک کہ ان شکایات پر افسران بالا توجہ نہ کرینگے ؛

فیروزپور کی چٹھی

مکرمی ایڈیٹر صاحب فاروق۔ السلام علیکم۔ ڈاک خانہ قادیان کے ظلم سے مجبور ہو کر یہ خط ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ مجھے امید ہے۔ کہ اگر یہ خط دیگر خطوط کی مانند سب پوسٹ ماسٹر اور اسکے عملہ کی مہربانی سے آپ تک نہ پہنچا۔ اور ان کی دست برد سے محفوظ نہ رہا تو لاچاری ہے۔ اور اگر خدا کرے بچ رہے اور آپ تک پہنچ جاوے۔ تو آپ جواب ضرور دینگے تا اس کی رسیدگی سے اطلاع ہو ؛

عملہ ڈاک خانہ کے رویہ کو نہایت دکھ کے ساتھ محسوس کیا جا رہا ہے۔ اور یہ شکایت اب عام ہے۔ کہ جو خط قادیان لکھے جاتے ہیں۔ ان میں سے اکثروں کے جواب بوجہ انکے مکتوب الیہ تک نہ پہنچنے کے موصول نہیں ہو رہے۔ فیروزپور کی جماعت عنقریب ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات انڈیا کو لکھنے والی ہے۔ ان کو عملہ ڈاک خانہ قادیان کے غیر شریفانہ اور بعید از قانون و انصاف رویہ کے متعلق آگاہ کیا جائیگا۔ افسوس ہے۔ کہ احمدیہ پبلک کے شریفانہ اور پُرامن رویہ سے ناجائز فائدہ اٹھایا جا رہا ہے" (الف۔ ایم۔ فیروزپور)

دہلی کی چٹھی

؛ قادیان کے ڈاک خانہ والوں نے سخت تنگ کیا ہے۔۔۔

(باقی اس مضمون کی دوسری قسط انشاء اللہ کل کے پرچہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"فاروق"

قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۲۹ء

داروئے تلخ

(۱)

خواجہ در بندِ نقشِ ایوان است
خانہ از پائے بست و ویران است

از آدم تا ایندم ہزاروں لاکھوں انبیاء اولیاء آئے۔ اور اپنا کام کر کے چلے گئے۔ اور تا قیام قیامت یہ سلسلہ برابر جاری رہے گا۔ کیونکہ انسانی فطرت ابتدائے آفرینش سے کچھ ایسی واقع ہوئی ہے۔ کہ اگر خدا تعالےٰ کے برگزیدہ مامور و مرسل بوقت ضرورت دنیا میں مبعوث ہو کر بنی نوع انسان کو ہوشیار و بیدار نہ کرتے رہیں۔ تو وہ غفلت و جہالت کا شکار ہو کر اپنی پیدائش کی اصل غرض و غائت کو ہی بھول جاتے۔ اور جمیع متعلقات حیات میں غلط راہوں پر پڑ کر منزل مقصود سے دور رہ جاتے ہیں۔

حضرت آدمؑ کا خلافت پر سجدۂ شکر بجا لا کر رضائے الٰہی حاصل کی ہو تو۔ حضرت نوحؑ یا حضرت ابراہیمؑ یا حضرت موسیٰؑ یا حضرت عیسیٰؑ (علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی نبوت و رسالت پر ایمان لا کر طاعت و اطاعت کا جوا اپنی گردن پر لیا ہو تو اور خاتم النبیین رحمۃ للعلمین حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے جاں نثاروں میں شامل ہو کر رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے مصداق بنے ہوں تو۔ بہر حال قوم مسلم عبارت ہے۔ اس بیشمار مخلوق سے جس نے اپنے اپنے وقت میں خالق کے خوف و خشیۃ سے کام لیا۔ اس کے تمام پاک فرستادوں کو برحق مانا۔ ان کے پہنچائے ہوئے پیغام الٰہی کو بگوش دل سنا۔ اور جہاں تک بن پڑا۔ ان کی فرمانبرداری کو اپنی سعادت سمجھ کر مرتے دم تک عہد اطاعت میں ثابت قدم رہے۔

جب سچے مسلمان کے معنی ہی یہ ہیں۔ کہ خدا کے سارے ماموروں کو مانے اور نبی وقت کا ساتھ دیتے ہوئے اپنے مولا کی رضا جوئی کو مقصود زندگی سمجھے۔ نہ صرف دل میں بلکہ زبان سے بھی اور زبان ہی سے نہیں۔ بلکہ عملاً بھی۔ تو ظاہر ہے۔ کہ جب تک دنیا کا یہ بارونق کارخانہ مصالح الٰہی کے ماتحت جاری ہے۔ کوئی فرد بشر خدا کا منظور نظر نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ وہ اپنے زمانہ کے مامور و مرسل پر ایمان نہ لائے۔ اور اس کی جماعت میں شامل نہ ہو۔

ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہنود۔ یہود۔ نصاریٰ و مسلمان وغیرہ تمام اقوام اپنے اپنے مسلمہ پیشواؤں تک تو اس معیار دینداری اور اصول خداداد پرہیزگاری پر صاد کرتی ہیں۔ مگر مقام حیرت ہے۔ کہ ان میں سے ہر قوم بعد میں آنے والے انبیاء و مرسلین کو بڑی جرأت و جسارت اور سنجیدگی و متانت سے کھلم کھلا رد کرتی ہیں۔ تو گویا اس کے یہ معنی ہوئے۔ کہ خدا تعالےٰ کے اعلیٰ ترین انعام نبوت و رسالت کا دروازہ بالکل بند ہو گیا۔ اور خدا کی صفت تکلم معاذ اللہ معطل یا سلب ہو گئی۔

دوسرے لفظوں میں اسے ایک لطیفہ کہہ لیجئے یا منکرین انبیاء کے حرمان نصیب گروہ پر نہایت معنی خیز حجت لازمہ۔ کہ وہ تو بعثت انبیاء کے وقت ہر بار خدائے قدوس کے منہ پر مہر خموشی لگانے کی کوشش کرتے اور شیوہ اباء و استکبار میں ابلیس کا ساتھ دیتے ہیں مگر خدا آخر خدا ہی ہے۔ وہ بھی اپنے مرسلوں کی صداقت پر ایک سے ایک بڑھکر روشن مہر لگانے کے لئے ٹنکے کی چوٹ للکار کر کہتا ہے۔ کہ دیکھو تم مجھے گونگا بنانے میں بالکل جھک مارتے ہو۔ اور صریحاً غلطی کرتے ہو کیونکہ وہ اپنے ماموروں پر ایسے ایسے غیب ظاہر کرتا اور ان کی سچائی ثابت کرنے کو وہ وہ زبردست نشان دکھلاتا ہے۔ جو بجز تائید الٰہی ہرگز ہرگز کسی طرح بشری طاقت و اختیار سے ظہور میں نہیں آسکتے۔

ہر نبی کے وقت میں ایسا ہی ہوتا رہا۔ اور آج بھی امام وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کا ثبوت دینے کے لئے غیرت الٰہی نے وہی تمام کرشمے دکھلائے جو اگلے تمام نبیوں کے وقت میں زوداً فزوداً دکھائے جاتے رہے۔ کیونکہ وہ خاتم کمالات نبوت محمد مصطفےٰ (صلعم) کا بروز کامل بنکر آیا۔ احمدؐ آخر زمان کہلایا۔ اور اپنے مطاع (رسول اکرمؐ) میں ہو کر وہی ایک تھا۔ جس نے ہزاروں مرسلین سابقین سے بڑھکر جری اللہ فی حلل الانبیاء کا عدیم النظیر خطاب پایا (الف الف صلوٰۃ و السلام علیہ و علیٰ مطاعہ)

لیکن افسوس جس شان سے یہ نبی اللہ دنیا کی طرف بھیجا گیا۔ اسی شد و مد سے خدا فراموش ناحق کوش لوگوں نے اس کا انکار بھی کیا۔ اور کیوں نہ ہوتا نبیوں کے متعلق سنت اللہ آج کیسے بدل جاتی؟ اور باوجود مخلوق کی سخت مخالفت کے اس کی بے مثل کامیابی سے خدا تعالےٰ کی قدرت نمائی کیسے ظہور میں آتی؟ خدا نے صدیوں بلکہ ہزاروں برس پہلے اس کی بعثت کی پے در پے بشارتیں اپنے برگزیدہ فرستادوں کی معرفت دی تھیں۔ اور اب جبکہ اسے دنیا کی ہدایت کے لئے کھڑا کیا۔ تو بار بار بڑی تحدیوں سے اس کی زبانی وہی کچھ کہلوایا۔ جو کر کے بھی دکھایا۔ دنیا پر یہ طرح طرح کے عذاب۔ اقوام عالم میں یہ حیرت انگیز انقلاب۔ پھر اس کے ہاتھ پر ہزاروں کھلے کھلے نشان۔ کیا یہ باتیں ایسی ہیں۔ جنہیں ظہور میں لانے پر کوئی انسان قادر ہو سکتا ہے؟ حاشا و کلا۔

پھر ان لوگوں کی بدنصیبی و شامت اعمال میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ جو ایسے صاف و صریح آثار صداقت اور ثبوت نبوت کے ہوتے ہوئے محض منطقی سوفسطائیوں کی آڑ لے کر اس کے منصب نبوت میں چون و چرا کی گنجائش سمجھتے اور اپنے اباء و استکبار پر فخر کرتے ہیں۔

(باقی دارد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انقلاب افغانستان
اور
مسلمانان ہندوستان
نمبر (۵)

انقلاب افغانستان کے متعلق اب تک میں جو کچھ لکھ چکا ہوں۔ اس نے فاروق کے پڑھنے والوں پر اس حقیقت کو آشکار کر دیا ہے۔ کہ ہندوستان میں جو پراپیگنڈا امان اللہ خاں کے متعلق کیا جاتا ہے۔ اس کی کیا وقعت ہے۔ نادر خاں کے ہندوستان آنے اور پھر یہاں سے افغانستان کے سفر نے مزید دلچسپی پیدا کر دی ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ ان حالات کو بھی واقعات کی روشنی میں قارئین کرام کے سامنے رکھ دوں۔

امان اللہ خاں کو نادان دوستوں سے بچاؤ

میں کہہ چکا ہوں۔ کہ ذاتی طور پر میں افغانستان کے استقلال اور آزاد حکومت کا حامی ہوں۔ خواہ وہ امان اللہ خاں کے ہاتھ سے قائم ہو یا کسی اور کے لیکن جو لوگ کسی خاص شخصیت کو مدنظر رکھکر اس کی تائید اور دوسرے کی تحقیر کرتے ہیں وہ افغانستان کے دوست اور خیر خواہ نہیں ہیں۔ وہ افغانستان میں ایک

خون ریز جنگ کے خواہشمند پائے جاتے ہیں

اور یہ ظاہر ہے۔ کہ اگر کوئی جنگ افغانستان میں ہوئی تو وہ اس کی طاقت کو کمزور اس کے شیرازہ کو منتشر اور اس کی ترقی کی راہ میں روک ہو کر اسے بہت پیچھے لے جائیگی۔

حیرت تو یہ ہے۔ کہ جو لوگ امان اللہ خاں کی دوستی کا دم بھرتے ہیں۔ اور اس کی تائید کر رہے ہیں وہ نہیں سمجھتے کہ ان کا پروپیگنڈا نادان دوست کی تائید سے بڑھ کر نہیں۔ امان اللہ خاں کی قوت و کامرانی اور وسائل و ذخائر سامان جنگ کی پشاور ٹکسال میں ڈھلی ہوئی خبریں لوگوں کو بدظن کرتی ہیں۔ اور ان خبروں کی اشاعت سے ہندوستان میں کچھ فائدہ بھی نہیں۔ اس لئے کہ دوران جنگ میں متحارب فریق اپنی تائید کے لئے جو خبریں وضع کیا کرتے ہیں۔ ان سے مقصد اپنے ملک میں ہمدردی حاصل کرنا ہوتا ہے۔ ہندوستان میں ان خبروں سے بجز بے اعتباری کے اور کیا پیدا ہوگا۔ یہاں سے امان اللہ خاں کو والنٹیر نہیں مل سکتے۔ اور یہ مؤید کوئی دس پانچ ہزار تو درکنار دس بیس آدمی بھی لیکر لڑنے کے لئے نہیں جا سکتے۔ پھر کیا چیز ہے۔ جو ان خبروں کی اشاعت سے انہیں مل سکتی ہے اگر کہو اس سے

مالی امداد حاصل ہوگی۔

تو میں ہندوستان کے حالات کو مدنظر رکھتا ہوا کہتا ہوں۔ کہ

ایں خیال است و محال است و جنوں

ہندوستان کے مسلمان اس سے پہلے اسلامی حکومتوں کی مصیبتوں میں اپنا فرض ادا کرتے رہے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے روپیہ کو قربان کرنے میں مضایقہ نہیں کیا۔ مگر اس قسم کے چندوں کے متعلق جو فضا ہندوستان میں پیدا ہو چکی ہے۔ وہ اب کوئی حوصلہ افزا نتائج کا یقین نہیں دلاتی۔

سمرنا فنڈ کا اجمالی ذکر

اپریل ۱۹۲۷ء میں قسطنطنیہ سے ہوتے ہوئے جب میں حجاز جا رہا تھا۔ سمرنا کے دیکھنے کے لئے بھی گیا۔ اور وہاں کے مسلمانوں سے ملکر میں نے تبادلہ خیالات کیا۔ جب از میر (سمرنا) کی ویران عمارتوں کو میں نے دیکھا۔ جو آتشزدگی سے دشمن نے تباہ کی ہوئی تھیں۔ تو میں نے پوچھا کہ ہندوستان سے بیش قرار رقم مظلومین سمرنا کی امداد کے لئے بھی گئی تھی۔ کیا وہ آپ لوگوں کو نہیں دی گئی۔ تو مجھے بتایا گیا۔ کہ

"اخبارات میں ہم نے پڑھا تھا۔ کہ ہندوستان نے روپیہ بھیجا ہے۔ مگر اس سے زیادہ ہم نہیں جانتے۔ کہ کیا ہوا۔ اور کہاں خرچ ہوا"

قدرتی بات ہے۔ کہ مجھے یہ سن کر حیرت ہوئی۔ کہ ہندوستان کے مسلمان اپنے پیٹ کاٹ کر ایک گرانقدر رقم ان لوگوں کے لئے روانہ کریں۔ اور وہ ان کو نہ ملے۔

غرض چندوں کے متعلق حالات امید افزا نہیں اس بات کی کوئی گارنٹی نہیں ہو سکتی۔ کہ اگر روپیہ بھیجدیا جاوے۔ تو وہ انہیں مقاصد اور اغراض پر خرچ ہوگا جو چندہ دینے والوں کے تھے۔ واقعات خود بتا دینگے۔ کہ اس تحریک میں کہاں تک کامیابی ہوتی ہے۔ میں اس پر زیادہ بحث نہیں کرنا چاہتا۔ میرا مقصد صرف یہ بیان کرنا ہے۔ کہ ہندوستان میں اس قسم کی فرضی اور خانہ ساز خبروں کی اشاعت امان اللہ خاں کو نقصان پہنچائیگی۔ اور اس کے وقار کو اس سے صدمہ پہنچیگا۔ اور اس کے باعث نادان دوست ہوں گے۔

ایک اور پردہ گر گیا

انقلاب افغانستان کا ڈرامہ عجیب و غریب منظر ہمارے سامنے پیش کر رہا ہے۔ جب تک نادر خاں ہندوستان نہ آیا تھا۔ یا وہ ساحل ہندوستان پر اتر کر پشاور جا رہا تھا۔ اس کے متعلق عجیب و غریب خیالات کا اظہار کیا جا رہا تھا۔ اور ایسے طریق پر کہ گویا اس کے الفاظ کو پیش کیا جا رہا ہے مگر اب واقعات نے حقیقت کو عیاں کر دیا کہ نادر خاں قندھار جانے کی بجائے خوست کو چلا گیا۔ اور اپنے بھائی ہاشم خاں کو اس نے ڈاکہ کی طرف روانہ کر دیا۔ باوجودیکہ قندھار سے جانے والوں نے ہر طرح اس کو تحریک کی اور ترغیب دلائی۔ قندھار چلو کے گیت گائے۔ ایڈریس دیئے۔ مگر اس اولوالعزم جرنیل نے اپنے

ارادہ کو فسخ نہیں کیا۔

اب اس کی نقل و حرکت سے انقلاب افغانستان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں ایک نئے باب کا افتتاح ہوتا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ جب نادر خاں کے متعلق یہ کہا جاتا ہے۔ اور بجا کہا جاتا ہے۔ کہ

"آپ افغانستان کے ایک نامور فرزند ہیں اپنے ملک کے مصالح کو ہم سے بہتر جاننے کا دعویٰ کر سکتے ہیں" (وفد خلافت کا پشاور میں ایڈریس)

تو جو راہ وہ اختیار کرتا ہے۔ اس کی مخالفت کیوں کی جاتی ہے؟ نادر خاں آیا۔ اور خوست چلا گیا۔ اور علی احمد جان نے پشاور سے امان اللہ خاں کو تار پر تار دیئے۔ مگر اسے قندھار میں جانیکی اب تک اجازت نہیں ہوئی۔ اور اب یہ کہا جاتا ہے۔ کہ پھر جلال آباد جائیگا۔ اسی جلال آباد میں جہاں سے وہ جان بچا کر اور بھاگ کر پشاور میں پناہ گزیں ہوئے تھے۔

نادر خاں کو لالچ و دھمکی

نادر خاں کو قندھار بھیجنے کے لئے جو کوششیں کی گئیں۔ وہ عجیب و غریب ہیں۔ اسکی مدح و ثنا میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا گیا۔ اور شاندار خیر مقدم اور مظاہرہ کر کے قندھار کے گیت گا کر اس کے جذبات کو اکسایا گیا۔ اور جب یہ تحریکیں کامیاب نہ ہوئیں۔ تو بالآخر اسے

لالچ دیا گیا۔ اور موت کی دھمکی دیگئی

شائد فاروق کے پڑھنے والے میرے اس بیان کو حیرت اور تعجب سے پڑھیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں۔ کہ اس کی صداقت میں تحریری ثبوت پیش کر دوں۔

نادر خاں جب پشاور بیٹھا ہوا اپنے پروگرام کو تجویز کر رہا تھا۔ بلکہ یہ کہنا چاہیئے۔ کہ پروگرام کو عملی صورت دینے پر غور کر رہا تھا۔ کیونکہ پروگرام تو وہ تجویز کر کے پیرس سے چلا تھا۔ پشاور میں ایک وفد خلافت پیش ہوا تھا۔ مولوی ظفر علی خاں صاحب نے وفد کی خواہشات کی ترجمانی کرتے ہوئے نادر خاں کو لالچ اور دھمکی دی۔ چنانچہ فرمایا:۔

"ہم چاہتے ہیں۔ کہ آپ کو سب سے بڑا مرتبہ نصیب ہو۔ جو امان اللہ خاں غازی کی حکومت میں افغانستان کے کسی فرزند رشید کو حاصل ہو سکتا ہے۔ ..... وزارت عظمیٰ و سپہ سالاری غرض کابینہ وزارت کا ہر قلمدان آپ کے لئے موجود ہوگا اور آپ آزاد خود مختار افغانستان کے تعمیری کام کی روح ہونگے"

مجھے ان الفاظ کو پڑھ کر بہت تکلیف ہوئی۔ کہ یہ افغانستان کے ایک نامور فرزند اور فاتح مل کے جذبات و طمینت کی توہین ہے۔ وہ شخص جو فرانس میں امن کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ اور ہیچ آفت نرسد گوشہ تنہائی را پر عمل کرنے کے لئے تمام سیاسی تعلقات اور مشاغل سے علیحدہ ہو چکا تھا۔ وہ اپنے ملک کی مصیبت عظمیٰ سے متاثر ہو کر

ملک میں امن قائم کرنے کے پاک جذبہ کو لے کر آتا ہے۔

اور بار بار وہ اعلان کرتا ہے۔ کہ میرے مدنظر کوئی ذاتی مفاد نہیں۔ اسے قلمدان وزارت کا اسموقع پر لالچ دینا اس کی انتہائی توہین اور تحقیر ہے اور کوئی تعبیر اس کی نہیں ہو سکتی۔ اس پر بس نہیں کیا گیا۔ بلکہ من وجہ اسے ڈرایا بھی گیا۔ کہ تمہاری جان کی خیر نہیں۔ اگر تم یہاں سے قندھار نہ چلے گئے۔ چنانچہ مولوی ظفر علی خاں صاحب نے فرمایا:۔

"مانا کہ آپ کی خدمات کی یاد بجائے خود ایک بڑی قوت ہے۔ اور آپ کی مقناطیسی شخصیت ایک خاص اثر رکھتی ہے۔ اور عجب نہیں۔ کہ ایک جماعت ان کفر کے فتووں کے باوجود جو امان اللہ خاں کو خارج از اسلام قرار دے چکے ہیں۔ آپ کے پند و موعظت سے راہ راست پر آجائے۔ لیکن ان بوالہبی فطرت رکھنے والے اشقیاء کا علاج آپ نے کیا سوچا ہے۔ جن پر پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے لیکر آج تک کوئی نصیحت کارگر نہیں ہو سکی۔ اور جو یہ دیکھ کر کہ آپ غازی امان اللہ خاں کو دوبارہ مسند خلافت پر لا بٹھانے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں اپنے آقاؤں کا اشارہ پاتے ہی آپ کا چٹکی بجاتے میں کام تمام کر سکتے ہیں"

یہ وہ خطرناک اور جان ستان دھمکی تھی۔ جو جرنیل نادر خاں کو دی گئی۔ مگر اس محب وطن پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ نہ کابینہ وزارت کے ہر قلمدان کے لالچ نے اور نہ خاک و خون میں لتھڑنے کے دہشتناک منظر نے اسے اپنے مقام سے ہٹایا۔

نادر خاں کی موت کی خبر کا راز

اب ناظرین کو یہ سمجھنے میں ذرا بھی دقت پیش نہ آئیگی۔ کہ نادر خاں کی روانگی کے دوسرے ہی دن اس کی گرفتاری اور قتل کی خبر کیوں مشتہر ہوئی؟ یہ اس جادو بیانی کا نتیجہ تھا جو پشاور میں ترجمان وفد خلافت نے کی تھی۔ اور دکھا دیا۔ کہ فی الحقیقت جیسا میں نے کہا تھا۔ کہ چٹکی بجانے میں کام تمام کر دیں گے۔ وہی ظہور میں آیا۔ لیکن اس کی

حقیقت چٹکی بجانے سے زیادہ نہ تھی

دوسرے ہی دن نادر خاں کی زندگی کی خبریں شائع ہو گئیں۔ اور اس کے شاندار خیر مقدم اور آؤ بھگت کی خبریں آنے لگیں۔ اور اب نادر خاں ایک

بہت بڑے جرگہ کا انتظام کر رہے ہیں

بچہ سقہ کی ایک عظیم الشان فتح جو بغیر کشت و خون کے حاصل کیگئی ہے

اسی اثناء میں بچہ سقہ کو ایک عظیم الشان فتح حاصل ہو گئی۔ جس میں ایک آدمی کا بھی خون نہیں گرایا گیا۔ اور کابل بیٹھے ہی بیٹھے اس نے اپنی توجہ سے چالیس ہزار آدمیوں کو اڑا دیا۔ فاروق کے پڑھنے والوں کو ضرور حیرت ہوگی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر میں انہیں زیادہ دیر تک متحیر نہیں رہنے دیتا۔ اخبارات میں اس سے پیشتر یہ اعلان بڑے بڑے جلی عنوانوں سے شائع ہو چکا تھا۔ کہ امان اللہ خاں کے جھنڈے تلے ۵۰ ہزار جان باز تیار ہیں اور یہ تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔ یہاں تک کہ پچاس ہزار کا بھی اعلان ہو گیا تھا۔ مگر یہ کیا ہوا کہ یکایک ۱۱ مارچ ۲۹ء کو خبر آتی ہے۔ کہ

"قندھار سے تازہ خبر موصول ہوئی ہے۔ کہ امان اللہ خاں کی طاقت روز بروز بڑھ رہی ہے۔ چار یا پنجہزار فوجی سپاہی لڑنے کے لئے میدان میں نکل چکا ہے"

اب اس تازہ ترین خبر کو اس پچاس ہزار فوج کے مقابلہ میں رکھ کر پڑھیں۔ تو کیا یہ کہنا صحیح نہ ہوگا کہ بچہ سقہ کو بغیر کسی قسم کے کشت وخون کے یہ فتح حاصل ہو گئی۔ جن لوگوں نے پچاس ہزار فوج کی خبریں پڑھی تھیں۔ اور اب وہ اس خبر کو پڑھیں گے۔ ان پر کیا اثر ہوگا۔

افغانستان کی فوجی بھرتی

بہت تھوڑے لوگ اس حقیقت سے آشنا ہوں گے۔ کہ افغانستان کی فوجی بھرتی اس طرح پر نہیں ہوتی۔ جیسے اس ملک میں ہوتی ہے بلکہ وہاں عام طور پر یہ طریق ہے۔ کہ جب کچھ لوگ اکٹھے ہو کر کسی پر حملہ کرنے کے ارادہ سے نکلتے ہیں تو وہ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں جاتے ہیں۔ اور گاؤں والوں سے اس رات کے کھانے پینے کا سامان لیتے ہیں۔ اور وہاں سے ہی کچھ لوگ اور شوق غزا و غنیمت سے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح پر فوج بنتی جاتی ہے۔

ایک اور حقیقت کا انکشاف

اس طریق پر جس قدر فوج موجود ہو سکتی ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ افغانستان کے باشندوں میں افغان۔ تاجک اور ہزارہ ہیں۔ افغانوں میں ایک تو یہی درانی قبیلہ ہے جو حکمران خاندان ہے۔ امان اللہ خاں اسی خاندان سے ہیں۔ اور دوسرے غلزئی ہیں۔ ان دونوں قبیلوں کے متعلق یہ ایک صداقت ہے۔ جو خود مولوی ظفر علی خان کے عید نمبر میں بیان کی گئی ہے۔ کہ

غلزئیوں اور درانیوں میں پرانی دشمنی چلی آتی ہے۔

اب اس پرانی دشمنی سے غلزئی اس موقعہ پر کوئی فائدہ اٹھائیں گے یا اپنی فطرت کو بدل کر امان اللہ خاں کا ساتھ دیں گے۔ اس کے متعلق کچھ کہنا قبل از وقت ہے۔

دوسری طرف یہ خبر آچکی ہے۔ کہ سابق شہریار غازی نے قندھار کے گورنر کو موقوف کر دیا ہے۔ ایسے وقت میں جبکہ خود آپ وہاں موجود ہیں۔ وہاں کے گورنر کی موقوفی کے پس پردہ کوئی حقیقت رکھتی ہے۔ امید ہے۔ کہ چند روز میں اس کا انکشاف ہو جائیگا۔

میری غرض اس سلسلہ مضامین میں واقعات کی روشنی میں حقیقت کو پیش کرنا ہے۔ آج کی صحبت میں ایک اور پتہ کی بات کہکر میں ایک ہفتہ کے لئے اپنے دوستوں سے الگ ہوتا ہوں۔

وزرائے افغانستان کی غدّاری کی حقیقت

موجودہ انقلاب پر بحث کرتے ہوئے وہ لوگ جو امان اللہ خاں کے متعلق پراپیگنڈا کر رہے ہیں ایک اور بات بھی پیش کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ یہ روز بد وزراء خصوصاً محمود ولی خاں نے غدّاری کی اور یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ امان اللہ خاں کو کابل سے بھاگ جانا پڑا۔ میں نے نہایت ٹھنڈے دل سے واقعات پر غور کیا ہے۔ ممکن ہے۔ میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں وہ غلط ہو۔ مگر میں یہ نہیں سمجھ سکتا۔ کہ جو شخص امان اللہ خاں کی غیر حاضری میں اس کا قائمقام اور جانشین تھا۔ اور تمام کاروبار سلطنت اس کے سپرد تھا۔ اس وقت اس کے لئے نہ صرف غدّاری کا بہترین موقعہ تھا۔ بلکہ وہ خود بادشاہ بن سکتا تھا۔ اور اس کی اہلیت رکھتا تھا۔

اس وقت اس نے نہ تو بغاوت کی۔ اور نہ خود کوئی دعویٰ کیا۔ اب یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ یہ اس کی غدّاری کا نتیجہ ہو۔ یہ ایک نہایت اہم مسئلہ قابل غور ہے۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ امان اللہ خاں کے سفر ولایت سے واپسی پر ایسے حالات پیدا ہو گئے ہوں۔ کہ

ایک دیانت دار اور با اصول آدمی کیلئے امان اللہ خاں کا ساتھ دینا ناممکن ہو گیا ہو

قبل اس کے جو ہم کسی کی نیت پر حملہ کریں۔ ہم کو تمام پہلوؤں پر غور کر لینا چاہیئے۔ ہر شخص جو ذرا بھی عقل و فہم رکھتا ہے یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ ان کے لئے بغاوت اور حصول حکومت کا بہترین موقعہ وہ تھا۔ جبکہ سابق شہریار غازی یورپ میں تھا۔ اور وہ بآسانی تمام اسباب اور ذرائع پر قابو پا سکتے تھے۔ جو شخص اس موقعہ سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ دوسرے وقت اس پر یہ الزام صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ اور پھر لطف یہ ہے۔ کہ وہ بغاوت کر کے بچہ سقہ کو حکمران بنا دیتا ہے۔ اور آپ اس کی اطاعت قبول کر لیتا ہے۔ یہ ایسی لغو اور فضول باتیں ہیں۔ کہ کوئی عقلمند انہیں تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یہ ماننا پڑے گا۔ کہ کچھ ایسے حالات اور اسباب پیدا ہو گئے تھے۔ کہ

ان لوگوں کا ضمیر ان کو سابق شہریار سے یا تو الگ ہونے پر مجبور کرتا تھا۔ اور یا بچہ سقہ کی زبردست گرفت نے انہیں مجبور کر دیا۔

بہرحال اب عید بھی ہو چکی ہے۔ جیسا کہ پہلے مشتہر کیا جا چکا ہے۔ کہ عید کے بعد وہ الساعۃ آنیوالی ہے۔ جو افغانستان کی قسمت کا فیصلہ کریگی۔ اس لئے اس کا صبر سے انتظار کرنا چاہیئے۔

(باقی آئندہ) ۱۵ ۳/۲۹ (عرفانی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعودؑ

پر

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے کھلے کھلے حملے

(از فخر الدین صاحب ملتانی)

(۱)

خدا شیطانا ناس کرے ضد و تعصب اور ہٹ دھرمی کا کہ ایک بھلے چنگے انسان کو کہاں سے کہاں جا پھینکتا ہے۔ ولادت مسیح بابا پ کے متعلق مولوی محمد علی صاحب نے اپنی تفسیر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقائد کے خلاف کیا لکھدیا۔ گویا اپنے متعلقین کے لئے ایک معرفتِ غیر حقیقی کا دریا کھول دیا جس میں وہ اندھا دھند بہے چلے جا رہے ہیں۔ اکتوبر ۲۸ء کے پیغام صلح کے ایک دو نمبروں میں ڈاکٹر بشارت احمد نے بہت لمبی چوڑی خامہ فرسائی فرمائی تھی۔ اور اس پر ہماری طرف سے فوراً ہی گربہ کشتن پر عمل کیا گیا۔ جس کے نتیجہ میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے یا تو خود ہی چپ سادھ لی۔ یا مصلحت وقت کے ماتحت "نائب امیر ایدہ اللہ" کے دربار سے اس مسئلہ پر لکھنے یا بولنے کے لئے امتناعی آرڈر جاری ہوئے مگر اب بیٹھے بیٹھے خدا جانے پانچ چھ ماہ کے بعد ڈاکٹر صاحب کو کیا خیال آیا۔ کہ اب ولادت مسیح کے موضوع کو تو چھوڑ دیا۔ مگر احمدی جماعت اور مسیح موعودؑ کے پیچھے بُری طرح آپڑے ہیں۔ جس پر ہمارے لئے بھی بطور ڈیفنس کے ضروری ہُوا۔ کہ ہم اس لپک کر آنے والے حملہ سے اپنے گرد و پیش کو بچاویں۔ وما توفیقی الا باللہ ؛

احمدی احباب کو یہ تو اچھی طرح معلوم ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسر صلیب کی عظیم الشان ڈیوٹی کو سرانجام دینے کے لئے حضرت مسیح ناصری کے متعلق تمام اسباب شرک اور ممکنات الوہیت کی پورے طور پر تردید کی۔ مثلاً مسیح ناصری کی حیات بجسدہ عنصری۔ معجزات۔ نزول۔ صلیب وغیرہ مسیح ناصری کی الوہیت کی دلیل قرار دی جاتی تھیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام امور کا بکلی فیصلہ فرمادیا۔ انہی اسباب الوہیت میں سے ایک ابتدائی اور اہم رکن ولادت مسیح بھی تھا۔ اگر حضرت صاحبؑ نے ولادت مسیح جیسے رکن کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ تو سمجھ لو کہ حضرت صاحبؑ نے اپنے فرض کو بالکل ادا نہیں کیا۔ اور یہ خیال کرنا یا اس خیال کی تائید کرنا اتنی بڑی گستاخی ہے۔ کہ جو معمولی مریدوں کے گستاخ سے گستاخ مرید بھی ایسی گستاخی کی جرأت نہیں کر سکتے۔ چہ جائیکہ حضرت مسیح موعودؑ جیسے مامور و مرسل اور مجدد کے مرید کہلانے والے ایسی حرکت کریں۔ پھر جبکہ ولادت مسیح کے موضوع پر حضرت مسیح موعودؑ کے بیسیوں صفحات لکھے ہوئے موجود ہوں۔ اور اس کے ہر پہلو پر کافی و وافی بحث بھی موجود ہو۔ تو ان حالات بیّنہ اور واقعات ظاہرہ کی موجودگی میں وہی انسان انکار پر اصرار اور اختلاف ظاہر کر سکتا ہے۔ جس کا

نور دل جاتا رہا اور عقل موٹی ہوگئی

اور دل یہاں تک سیاہ ہوگیا۔ کہ اس سیاہی کی بدنما چمک اس کے چہرہ پر روشن ہو۔

مگر ناظرین کو میں بتاتا ہوں۔ کہ ہر قوم میں ایسے ایسے ناخلف نکل ہی آتے ہیں۔ کیونکہ گل کیساتھ خار کا ہونا لازمی امر ہے۔ ماہ اکتوبر ۱۹۲۸ء کے پیغام میں ڈاکٹر بشارت احمد (برعکس نہند کے مصداق) نے ولادت مسیح کے موضوع پر ایک مضمون لکھا جس میں بجائے محققانہ طور پر بحث کرنے کے حضرت مسیح موعودؑ ہی کو مدمقابل بنا کر تردید شروع کردی۔ نہ صرف تردید بلکہ نہایت گستاخانہ اور بیباکانہ طریق پر حضرت مسیح موعودؑ سے تو تو میں میں تک کر گذرے مثلاً حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا۔ کہ ہمارا ایمان اور اعتقاد ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش خلاف عادت واقع ہوئی (مواہب) اس کے جواب میں ڈاکٹر "برعکس" نے لکھا۔ کہ جو کہتا ہے۔ کہ "حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش خارق عادت ہوئی۔ اس کا فرض ہے کہ ثبوت دے۔ ورنہ ہم مجبور ہیں۔ کہ اس کی (مسیح موعودؑ کی) دعوت کو رد کردیں" (پیغام اکتوبر) حضرت مسیح موعودؑ نے تحریر فرمایا۔ کہ مریم صدیقہ نکاح سے قبل بغیر مرد کے قریب جانے کے حاملہ ہوئی (مواہب) مگر ڈاکٹر "برعکس" (قمطراز ہیں۔ کہ اگر کوئی عورت حاملہ پائی جائیگی تو پھر ہم مجبور ہیں کہ یہ سمجھ لیں کہ اس کا کوئی شوہر تھا۔ جس سے اس کو حمل ہُوا۔ کیونکہ بغیر مرد کے حاملہ نہیں ہوسکتی۔ حضرت مسیح موعود تو لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مریم صدیقہ بیت المقدس کی خدمت کے ایام میں حاملہ ہوئی۔ اور یہ امر قرآن و انجیل سے ثابت شدہ ہے" مگر اس کی تردید ڈاکٹر "برعکس" فرماتے ہیں۔ کہ اگر ہمیں یہ بھی بتا دیا جائے۔ کہ وہ نیک ہے۔ (جیسے مسیح موعودؑ نے مریم کے ساتھ لفظ صدیقہ کا استعمال فرمایا۔) اور وہ بغیر کسی مرد کے حاملہ ہوئی ہے خواہ وہ عورت کتنی ہی پارسا اور صاحب عفت و عصمت ہو۔ اور خواہ وہ بیت المقدس یا کعبہ کے اندر ہی رہتی ہو۔ وہ لاکھ دفعہ کہے۔ کہ میں بغیر مرد کے حاملہ ہوئی ہوں۔ مگر ہم اسے جھوٹا ہی سمجھیں گے۔ (ڈاکٹر "برعکس" صاحب کی دیدہ دلیری ملاحظہ ہو)۔ حضرت مسیح موعودؑ تو فرماتے ہیں۔ کہ بیت المقدس کے ایام میں بغیر شوہر حاملہ ہوئی تھی۔ مگر "برعکس" صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جو (یعنی مسیح موعودؑ) یہ کہتا ہے۔ کہ (بیت المقدس کے ایام میں) بغیر شوہر حاملہ ہوئی تھی۔ وہ (مسیح موعودؑ) عرف عام میں اس کی (مریم صدیقہ کی) عزت پر حملہ کرنے والا ٹھیرے گا"

(پیغام اکتوبر ۲۸ء)

خلف الرشید مریدوں کا تو یہ قول ہے۔ کہ ؎

خطائے بزرگاں گرفتن خطا است

مگر اس "برعکس" صاحب کی خلف الرشیدی مندرجہ بالا برعکس رفتاری میں ملاحظہ ہو۔

حالانکہ حال ہی میں پیغام صلح میں ان کے "امیر ایدہ اللہ" نے صاف لفظوں میں اقرار شائع کیا ہے۔ کہ جب سے حضرت صاحبؑ کو مسیح موعودؑ مانتا ہوں۔ اس وقت سے ان کو حکم و عدل بھی مانتا ہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اب ان "برعکس" صاحب سے کوئی پوچھے۔ کہ کیا کھانے کے اور دکھانے کے اور پر عمل کرنا سعید شاگردوں اور مریدوں کا کام ہے۔ جب کہ ایک طرف تو تم لوگ اقرار کرتے ہو۔ کہ ہم حضرت صاحبؑ کو حکم و عدل مانتے ہیں۔ اور آپؑ کی سب تحریروں کو یکساں مانتے ہیں۔ کیا ماننا اسی کو کہتے ہیں۔ جو آپ کے متذکرہ بالا بیان میں ظاہر ہے۔ خدارا کچھ تو تقویٰ اللہ سے کام لو۔ دنیا کو دھوکا دیکر کب تک فائدہ اٹھا سکو گے۔ ہمارے تو ۱۹۰۱ء سے قبل والی تحریروں کو بعد کی تحریروں کے مطابق ہو جب تحریر حضرت مسیح موعودؑ کے بعض کو تنسیخی کے درجہ پر جتا کر اظہار غیرت کیا کرتے ہو۔ حالانکہ وہاں حضرت صاحبؑ کے صاف لفظ موجود ہیں۔ کہ "خدا کی بار بار وحی نے مجھے اس عقیدہ پر نہ رہنے دیا" پس ہم تو اگر منسوخ یا تبدیلی عقائد کو بیان کرتے ہیں۔ تو بھی حضرت صاحبؑ کے الفاظ اور استدلال کے ماتحت۔ مگر آپ لوگ تو حکم پر حکم بن گئے۔ اور اپنے نفسانی اوہام باطلہ اور ناقص العلمی کی بناء پر حضرت مسیح موعودؑ کے صریح خلاف یاوہ گوئی کرنے لگ پڑے ہو۔ اور ایک مامور کے مقابلہ میں غیر مامور جو ایک مترجم کی حیثیت سے دینی علوم میں زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اس کے خیالات فاسدہ کو ترجیح دے رہے ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو صاف لفظوں میں لکھ رہے ہیں۔ کہ ولادت مسیح بن باپ کا عقیدہ ہمارا ایمان ہے۔ مگر آپ اس عقیدہ کو ایمانیات سے خارج رکھیں کہ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ اس کو ایمان سے کیا تعلق؟ حالانکہ جس طرح ولادت تاریخی واقعہ ہے۔ اسی طرح وفات مسیح بھی تاریخی واقعہ ہے۔ مگر آپ کے "امیر ایدہ اللہ" تو اس تاریخی واقعہ کا ماننا یا نہ ماننا اسلام کی حیات و ممات کا موجب قرار دے کر اصول ایمانیات میں سے بتلادیں۔ (پیغام ۸ مارچ) اور اس تاریخی واقعہ کی خاطر اتنے بڑے مجدد اعظم حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کو ضروری قرار دیں۔

اور آپ ان امور کو محض ایک معمولی تاریخی یا علمی واقعہ قرار دیکر جو کچھ لام کاف منہ میں آئے حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف کہتے چلے جاویں۔ اور "امیر ایدہ اللہ" اور ان کے حالی موالی محض آپ کے خسرانہ تعلقات کے رعب میں آپ کو نہ روکیں۔ کس قدر اندھیر ہے؟

بخدا "برعکس" صاحب کے انوکھے اور مضحکہ خیز طریق استدلال پر خواہ مخواہ تعجب ہی آتا ہے۔ اس لئے کہ گورنمنٹ عالیہ برطانیہ جیسی دانا گورنمنٹ نے ابھی تک کیلا یعلم بعد علم شیئا کی ابتدائی منزل کے مسافر کو پنشن کیوں نہیں دیدی۔ سنئے ڈاکٹر "برعکس" صاحب لکھتے ہیں۔ کہ احمدیت کی شرائط میں ولادت مسیح کا مسئلہ نہیں۔ اس لئے ثابت ہوا۔ کہ یہ مسئلہ ایمانیات میں سے نہیں۔ اس بھلے مانس سے کوئی پوچھے۔ کہ کیا شرائط بیعت میں فرشتوں پر اور رسولوں پر ایمان لانے کی کوئی شرط ہے؟ اگر نہیں اور فی الواقع نہیں۔ تو کیا تمہارے طریق استدلال سے یہی ثابت ہوگا۔ کہ ملائکہ اور رسل پر ایمان لانا ایمانیات میں داخل نہیں۔ شرائط بیعت میں یوم الآخر پر ایمان لانے کا بھی ذکر نہیں۔ تو ثابت ہوا۔ کہ احمدیت کے لئے یوم آلآخر پر ایمان لانا بھی ایمانیات میں سے نہیں۔ اسی طرح حج کی شرط نہ شرائط بیعت میں ہے۔ اور نہ ہی اقرار بیعت میں۔ اور نہ ہی کشتی نوح میں۔ پس اس سے ثابت ہوا۔ کہ حج بھی ایمانیات سے نہیں۔ اسی طرح معجزات نبوی کا بھی ذکر نہیں۔ ثابت ہوا۔ کہ معجزات پر ایمان لانا ایمانیات میں سے نہیں وقس علیٰ ہذا۔

غرضیکہ ان "برعکس" صاحب کے استدلال کے بودا پن اور جہالت کو کہاں تک بیان کیا جاوے بھلا اسی استدلال کے برتے پر تم حضرت مسیح موعودؑ جیسے سلطان القلم اور جری اللہ فی حلل الانبیاء پر حکم بنتے ہو۔ اور برابری کر کے کہتے ہو کہ ولادت مسیح کے مسئلہ کو آپؑ نہیں سمجھ سکے۔ اور ہم یا مولوی محمد علی صاحب سمجھ چکے ہیں۔ حالانکہ اس مسئلہ ولادت میں تمہارے باوا آدم سر سید ہیں۔ اس وقت تو تمہارے فرشتوں کو بھی علم نہ تھا۔ جب اس نے اس موضوع پر تم سے کہیں زیادہ لکھ مارا۔ اور پھر سر سید سے زیادہ اور نیا تم نے اور کیا لکھا ہے۔ جو کہتے ہو۔ کہ حضرت صاحب نے نیچریوں کی تردید میں فرمایا۔ کہ "جو یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بے باپ پیدا نہیں کر سکتا۔ ہم ایسے آدمی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں" (الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۱ء) انہی نیچریوں کا پس خوردہ تو تم کھا رہے ہو۔ اگر یہ نہیں تو پھر ذرا اپنا کوئی انوکھا اور نیا استدلال پیش کرو۔ جو نیچری نہ پیش کر چکے ہوں۔ اور جو نیچرانہ اصول کے ماتحت نہ آئے۔

پس یہ کس قدر ظلم عظیم ہے۔ کہ جس امر کو حضرت صاحب اپنی تحریرات مستقلہ میں اور تقریرات میں بار بار ایمان اور اعتقاد کا جزو قرار دے رہے ہیں۔ اس کے ڈاکٹر "برعکس" صاحب اپنی نفسانیت کے ماتحت یہ معنے کرتے ہیں۔ کہ ہم ایسا مانتے ہیں۔ یا ہم ایسا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اس فقرہ کے ڈاکٹر "برعکس" صاحب معنے کر رہے ہیں۔ وہ خود سلیس اردو زبان میں ہے۔ اگر یہی سرسری جاننا یا سمجھنا مراد ہوتا۔ تو حضرت صاحبؑ کو بھی اتنی اردو آتی تھی کہ کہدیتے کہ ہم ایسا مانتے ہیں اور ہم ایسا سمجھتے ہیں۔ ایمان اور عقیدہ کے الفاظ پُر زور طریق پر بار بار پیش کرنا اگر یہی مفہوم رکھتا ہے۔ جو ڈاکٹر موصوف فرما رہے ہیں۔ تو بس حضرت صاحبؑ کی تحریرات و تقریرات کا ذرہ بھر بھی اعتبار نہ رہا۔

مواہب الرحمٰن۔ انجام آتھم۔ جنگ مقدس۔ الہدیٰ۔ حقیقۃ الوحی۔ براہین احمدیہ پنجم وغیرہ میں بیسیوں جگہ اس معرکۃ الآرا مسئلہ کو حضرت صاحبؑ نے بیان فرمایا۔ اور تقریروں میں الگ الگ بار بار بیان کیا۔ تو ان سب تحریرات اور اعتقادات اور تقریرات کو صرف ایک خط کی بنا پر جو مولوی عبدالکریم صاحب نے کسی مولوی امام الدین گجراتی کو نمعلوم کس امر کے متعلق خدا جانے کب لکھا۔ اور کیا سمجھکر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لکھا۔ رد کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ اس پیش کردہ خط میں ولادت مسیح کا کہیں اشارہ کنایہ تک نہیں۔ پھر ایک تیسرے آدمی کا خط ہے۔ اور یہاں حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی تحریرات اور تقریرات موجود ہیں:

عجیب مزے کی بات یہ ہے۔ کہ اگر ہماری طرف سے ایسی ڈائری کا حوالہ پیش کیا جاوے۔ جو بلحاظ اسناد اور استدلال کے مستقل تصنیفات کی طرح مضبوط اور بالکل صحیح ہے۔ تو تقریر لکھنے والے کے ذمہ امکان غلطی بیان کر کے اس حوالہ کو مجروح بتلایا جاتا ہے۔ مگر اپنے لئے امکان غلطی کا احتمال نہیں رہتا۔ اور کبھی لیکچر لدھیانہ کا حوالہ اور کہیں ایک تیسرے آدمی کا خط کسی نامعلوم امر کے متعلق نامعلوم عرصہ پہلے کا لکھا ہوا پیش کیا جاتا ہے۔ حالانکہ الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۱ء والا اتنا محکم اور زبردست اور اعتبار کے لحاظ سے اعلیٰ پایہ کا ہے۔ جو اس وقت مستقل تصنیف سے کم وقعت نہیں رکھتا۔ کیونکہ ۱۹۰۱ء میں الحکم سلسلہ کا واحد آرگن تھا۔ جس کی سطر سطر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملاحظہ سے گذرنی ضروری تھی۔ دوسرے ایسی خطرناک بات کا اعلان کہ ولادت مسیح کے معمولی اختلاف پر ہر ایک مسلمان خارج از اسلام ہو جاتا تھا۔ ایسا اعلان تو ایک مرتبہ تمام عقلمند دنیا کو چونکا دینے والا تھا۔ بالخصوص جماعت میں ایم۔ اے او۔ بی۔ اے اور وکلاء چشم بصیرت رکھنے والے موجود تھے۔ انہوں نے ضرور شور ڈال دیا ہوگا۔ اگر وہ دلی کمزوری کے باعث شور ڈالنے سے معذور تھے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرض اولین تھا۔ کہ وہ اس کی تردید کراتے پھر جن اصحاب کے سامنے حضرت صاحبؑ نے یہ تقریر کی ہوگی۔ ان کا فرض تھا۔ کہ ایک ایسی بات جو صرف خطرناک طور پر غلط ہے۔ بلکہ سخت قابلِ اعتراض ہے۔ اسکی فوراً تردید کراتے۔ مگر واقعات بتاتے ہیں۔ کہ اس کے خلاف کوئی تردیدی مضمون شائع نہیں ہوا۔ بلکہ اس کے بعد حضرت صاحبؑ اس کی تائید میں ہی رہے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ یہ ڈائری ۱۹۰۱ء والی کسی پہلو سے بھی کمزور اور غلط نہیں کہی جا سکتی۔ اور جو اس کو کسی طرح بھی مشتبہ یا مشکوک بناتا یا سمجھتا ہے۔ اس کے دل و دماغ صحیح حالت میں نہیں۔ بلکہ قابل اپریشن ہیں۔

زیادہ تر لطف کی بات یہ ہے کہ حافظ نباشد کے ماتحت اس حوالہ کو شامتِ اعمال سے صحیح بھی مان لیا ہے۔ وہ محض اس خیال سے کہ اس میں "برعکس صاحب" کو "تنکے کا سہارا لفظ سکتا" میں دکھائی دیا۔ ناظرین کی دلچسپی کے لئے میں یہاں پر اصل حوالہ نقل کر دیتا ہوں۔ جو یہ ہے:-

"ہمارا ایمان اور اعتقاد یہی ہے۔ کہ حضرت مسیح بن باپ تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کو سب طاقتیں ہیں۔ عیسائی جو یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ ان کا باپ تھا۔ وہ بڑی غلطی پر ہیں۔ ایسے لوگوں کا خدا مردہ ہوتا ہے۔ اور ایسے لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ جو یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کسی کو بے باپ پیدا نہیں کر سکتا۔ ہم ایسے آدمیوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو یہ دکھانا چاہتا تھا۔ کہ تمہاری عائتیں ایسی اڑی ہو گئی ہیں۔ کہ اب تم میں کوئی اس قابل نہیں جو نبی ہو سکے۔ یا اس کی اولاد میں سے کوئی نبی ہو سکے۔ اس واسطے آخری خلیفہ موسوی کو اللہ تعالیٰ نے بے باپ پیدا کیا۔ اور ان کو سمجھایا۔ کہ شریعت تمہارے خاندان سے گئی۔ اسی کی مثل خداوند تعالیٰ نے آج یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ کہ آخری خلیفہ محمدی یعنی مہدی و مسیح کو سیدوں میں سے نہیں بنایا۔ بلکہ فارسی الاصل لوگوں میں سے ایک کو خلیفہ بنایا۔ تاکہ یہ نشان ہو۔ کہ نبوت محمدی کی گدی کے دعویداروں کی حالت تقویٰ اب کیسی ہے"

الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۱ء

مگر ڈاکٹر "برعکس" نے یہ حوالہ مکمل درج نہیں کیا۔ جیسا کہ ان کی عام عادت ہے۔ اب ناظرین اس حوالہ کے مطالعہ سے حضرت مسیح موعودؑ کی قوت استدلال کو دیکھیں۔ کہ کس قدر پُرزور الفاظ میں حضرت مسیح ناصری کی ولادت بے باپ کی حکمت اور مصلحت ایزدی بیان فرما رہے ہیں مگر افسوس ان بے بہا موتیوں کی قدر بیغامی کیا جانیں۔ پہلے مسیح ناصری بھی یہی رونا روتے گئے۔ کہ سوروں کے آگے موتی مت پھینکو۔ کیونکہ ؎

قدر زر زرگر شناسد قدر جوہر جوہری

خیر اس تمام حوالہ میں ڈاکٹر صاحب کو "پیدا نہیں کر سکتا" کا سہارا مل گیا۔ اور اس پر اپنے سارے استدلال کا زور خرچ کر دیا۔ کہ "نہ کر سکنے" کے لفظ سے خدا کی قدرت اور طاقت پر خطرناک حملہ ہے۔ اس لئے حضرت صاحبؑ کو خدا کی قدرت و طاقت کے متعلق بڑی غیرت تھی۔ آپؑ اسے غالب علیٰ امرہ مانتے تھے۔ اس وجہ سے آپ نے مذکورہ بالا کلمات فرمائے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ یہ کہنا کہ وہ بن باپ بچہ پیدا نہیں کر سکتا۔ انسان کو اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔

..... پس خدا کی صفت پر زد۔ ایمان باللہ میں نقص پیدا کرتا ہے۔ اور جب ایمانیات میں نقص آگیا۔ تو اسلام میں نقص آگیا"۔ تو گویا ڈاکٹر صاحب نے اس حوالہ کو صحیح سمجھ کر اپنے مطلب کو حل کر لیا۔ مگر شائد ڈاکٹر صاحب کو یاد نہ رہا۔ کہ وہ خود اسی "کر سکنے" کی کوٹھی میں پھنسے ہوئے ہیں۔ یعنی جو جب ان کے استدلالات باطلہ کے ولادت مسیح کا مسئلہ ایمانیات میں سے بھی نہیں۔ تو بھی ڈاکٹر صاحب موصوف کی قلم سے ۱۹ اکتوبر ۲۸ء کے پیغام میں یہی مفہوم بلکہ یہی لفظ جو حضرت صاحبؑ کے قول کے ماتحت اور ڈاکٹر صاحب کے مسلمات کے مطابق ایک مسلمان کو خارج از اسلام کر دیتا ہے نکل چکا ہے۔ اگر یاد نہ ہو تو ذرا وہ پرچہ نکال کر یہ عبارت پڑھو۔ اور اپنے منہ پہ ہاتھ پھیرو۔ کہ کچھ باقی رہ گئی ہے یا صفا چٹ میدان ہو گیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سنئے فرمایا گیا ہے "کیونکہ بغیر مرد کے حاملہ نہیں ہوسکتی ۔ ۔ ۔ ۔ ہم کبھی نہیں مان سکتے۔ کہ وہ بغیر کسی مرد کے حاملہ ہوئی ہو" اب خدا لگتی کہو۔ کہ آپ کے ان فقرات سے خدا کی صفت پر زد پڑ کر ایمان باللہ (اگر آپ کے دل میں تھوڑا بہت باقی ہو) میں نقص پیدا ہوا یا نہ۔ کیا آپ کے اس "نہیں ہوسکتی" اور "نہیں مان سکتے" کی بناء پر خدا غالب علی امرہ رہا یا نہ؟

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

اسی کو کہتے ہیں۔ دروغ گو را حافظہ نباشد۔ اس حوالہ کو پڑھ کر پھر ذرا آئینہ اٹھا کر اپنے رخ مبارک کو دیکھنا۔ کہ آپ کے دل کی روشنائی کس طرح گھٹا ٹوپ آپ کے چہرۂ منور کو چمکا رہی ہے

(باقی آئندہ)

بے پیندے کا بدھنا

(از)

۲۶ فروری کو "آقائے" ظفر علی خاں نے پشاور میں ایک تقریر کی۔ جسے اس کے طبلچی زمیندار نے "معارف و حقائق کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر" کا خوشکن عنوان دیکر شائع کیا ہے۔ اس "ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر" کی تہ میں کیا ہے۔ یہ بات دیکھنے کے لئے صرف اس فقرہ کا مطالعہ کافی ہوگا۔

"اگر ایسے دو بڑے دل (امان اللہ اور نادر خاں) مل جائیں۔ تو ان کے سامنے آفتاب۔ ماہتاب اور کواکب بھی جھک جائیں گے"۔

ایک مسلمان تو اپنی مذہبی تعلیم پر یقین رکھتے ہوئے یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے۔ کہ آفتاب و ماہتاب و کواکب خدا تعالےٰ کی ذات کے سوا کسی کے آگے نہیں جھکتے۔ لیکن "آقائے" ظفر علی خاں جو اپنی وحدت پرستی کا ڈھول نہایت بلند آہنگی سے پیٹتے رہتے ہیں۔ امان اللہ خاں اور نادر خاں کی متحدہ طاقت کو بھی ایسی مؤثر مانتے ہیں۔ کہ اس سے خدائی کے صفات ظاہر ہوسکتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون نیز یہ امر بھی حل طلب ہے۔ کہ کیا کسی زمانہ میں نادر خاں اور امان اللہ خاں کا آپس میں اتحاد تھا بھی یا نہیں۔ اگر تھا تو کیا ہمیں بتایا جاسکتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں آفتاب۔ ماہتاب اور کواکب کتنی بار امان اللہ خاں کے آگے جھکے تھے۔ اور نظام عالم پر اس کا کیا اثر ہوا تھا۔

اسی "حقائق و معارف کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر" میں آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔ کہ "شور بازاری مسلمان اسلام نہیں" جس کے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہوئے۔ کہ ملائے شور بازار مسلمان نہیں۔ اور اس سے تو کوئی شخص بھی انکار نہیں کرسکتا۔ کہ امان اللہ خاں پر فتوے کفر عائد کرنے سے قبل وہ یقیناً مسلمان تھا۔ اور آقائے ظفر علی کو اس کے کافر ہونے کا اعلان کرنے کی اس سے قبل کبھی بھی ضرورت محسوس نہ ہوئی تھی۔ اس سے ثابت ہوگیا۔ کہ ملائے شور بازار اب مرتد کی حیثیت رکھتا ہے لیکن یہی آقا صاحب جن کی شریعت میں مرتد کی سزا قتل سے کسی طرح کم نہیں ہوسکتی۔ ملائے شور بازار کے لئے یہ سزا تجویز کرتے ہیں۔ کہ

"میرے نزدیک ملائے شور بازار کو حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا ملنی چاہیئے"۔

واہ حضرت۔ آپ کے فاتر العقل اور مخبوط الحواس ہونے میں اب بھی کوئی شک کرسکتا ہے۔ مدتوں آپ مرتد کی سزا قتل ثابت کرنے کے لئے اخبارات کے صفحات سیاہ کرتے رہے۔ اور اس شوق میں آپ کو اتنی بھی غیرت نہ آئی۔ کہ کسی کے مضمون کو اپنے نام سے شائع کرنا ایک مدعی لیاقت انسان کا کام نہیں۔ اور نہایت بے شرمی۔ بے غیرتی اور بے حمیتی سے کسی کے مضامین اس بارہ میں اپنے نام سے شائع کر رہے تھے۔ اور آج ملائے شور بازار کو مرتد تسلیم کرنے کے باوجود اسے "حبس دوام" کی سزا آپ عنایت فرما رہے ہیں۔ ایں چہ بوالعجبی است۔ اگر آپ اپنا دماغی توازن درست ثابت کرسکیں۔ تو اس کے یہ معنے ہونگے۔ کہ آپ کا کوئی اصول اور مسلک نہیں۔ بلکہ جہاں سے ٹکڑا ملے۔ اسی طرف دوڑنے اور اس کے خلاف چلنے والوں کی ٹانگ پکڑنے کے لئے دیوانہ وار لپک پڑتے ہیں۔

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا

(از)

زمیندار (۶ مارچ) شاکی ہے۔ کہ معاصر ہمدرد اسے پتے کی سنانے میں بہت بے باک ہے۔ کیونکہ ہمدرد اپنی ایک تازہ اشاعت میں "زمیندار" کو افترا پرداز سفیہ۔ پاجی۔ سفلہ۔ خبیث۔ بہت ذلیل۔ بے ہودہ۔ بے ایمان کے القاب دیتا ہے۔ چونکہ ہمدرد والے لاہور میں نہیں رہتے۔ اس لئے وہ مجبور ہیں۔ کہ "زمیندار" کے "آقائے ظفر علی خاں" اور اس کے لگے بندھوں کی جن خصلتوں کا اظہار ان کی تحریروں۔ تقریروں اور ظاہرا افعال سے ہو۔ انہی کی بناء پر ان کے متعلق رائے قائم کریں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ہمدرد نے صرف انہیں خطابات پر اکتفا کیا ہے۔ ورنہ "زمیندار پارٹی" اپنے شاندار کارناموں کے باعث اس سے بہت زیادہ تعریف و توصیف کی مستحق ہے۔ معاصر "سیاست" جو اسکے پڑوس میں رہنے کے باعث گویا "گھر کا بھیدی" کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس رسوائے عالم اور لفنگا پارٹی کی اصلیت اور حقیقت کو عالم آشکار کرنے کی ہمیشہ کوشش کرتا ہے چنانچہ اپنی ایک تازہ اشاعت میں اس نے اس چنڈال چوکڑی کی تاریک اور شرمناک زندگی کا ایک نہایت ہی بھیانک ورق ظاہر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ

"گدائے لم یزل ظفر علی نے اعلیٰ حضرت امان اللہ خاں کی امداد کے لئے فنڈ کھول دیا ہے۔ اسمیں اب تک جو کامیابی ہوئی وہ محتاج بیان نہیں۔ اس کی وجہ محض یہ ہے۔ کہ لوگوں کو اس مہذب ڈاکو پر اعتماد نہیں رہا۔ جس کے دفتر میں رشتہ داروں کی کنواری بیٹیوں کو حمل ہو جاتے ہوں۔ اور ان کے بچے گرائے جاتے ہوں۔ اور جس کے آدمیوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے ہیرا منڈی میں قحبہ خانوں کی سرپرستی کا اجارہ لے رکھا ہو۔ اس کو کوئی اہلِ دانش تو چندہ دیگا نہیں۔" (سیاست ۳ر مارچ ۲۹ء)

اگر اس قسم کے ناقابلِ تردید و افتات کا اظہار کسی صاحب شرم و حیا انسان کے بارہ میں ہوتا۔ تو وہ یقیناً اس بے عزتی کے بعد چلو بھر پانی میں ڈوب کر اپنی ناپاک زندگی سے دنیا کو پاک کر جاتا۔ لیکن جن لوگوں کے خمیر کو کیا ہی حد درجہ کی شیطنت اور خباثت کے علاوہ کمال بے شرمی اور بے حیائی پڑ چکی ہو۔ وہ ایسی باتوں سے بالکل متاثر نہ ہوں۔ تو ایک معمولی بات ہے۔

یہی وجہ ہے۔ کہ ایسے ایسے اہم انکشافات کے باوجود بھی ذمہ دار والے نہایت بے باکی سے اپنی قوم پرستی اور اسلام دوستی کے بلند بانگ دعاوی میں برابر مصروف ہیں۔

مسیحی معاصر "نور افشاں" کا خداوند

(۱)

اختلاف عقائد کے باعث دامنِ تہذیب کو چھوڑ کر فریقِ مخالف پر بہتان طرازی کرنا اور جھوٹی تہمت لگانا نہایت ہی شرمناک فعل ہے۔ لیکن معلوم نہیں۔ کہ بعض لوگوں کو اس میں کیا مزا آتا ہے۔ کہ خواہ مخواہ کی چھیڑ خانی سے باز نہیں رہ سکتے۔ عیسائیت کے متعلق ہم نے اگر کبھی کچھ لکھا بھی ہے۔ تو اسے مذہبی اختلاف کی حد سے کبھی متجاوز نہیں ہونے دیا۔ اور نہ کبھی اپنے مدمقابل کو چھوڑ کر اور زیر بحث مسئلہ سے دور جاکر افترا کے طور پر عیسائی بزرگوں پر حملہ کرنیکے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ لیکن افسوس عیسائی معاصر نور افشاں ایک نام نہاد احمدی اخبار کی بدتہذیبی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"پھر وہی گالی گلوچ۔ وہی لعن طعن۔ وہی خرافات و ہفوات جو کرشن صاحب قادیانی سے ان کو وراثت میں ملی تھیں۔ . . . . معلوم نہیں۔ کہ خدائے قادیانی نے اپنے ان بندوں کے خمیر کو کس پانی سے گوندھا تھا جن کے منہ سے بجز تعفن آمیز باتوں کے کوئی اچھی یا شائستہ بات نکل ہی نہیں سکتی۔ . . . . خود مرزا صاحب کی گالیوں کا مجموعہ تو کتابی صورت میں کب کا شائع ہو چکا ہے۔" (۲۲ر فروری)

نیز اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بہتیرے یہودہ سرائی سے کام لیا ہے۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ اس تمام تہذیب سوز تحریر کے باوجود حضرت مسیح علیہ السلام پر "گالی گلوچ لعن و طعن اور ہفوات و خرافات" کا الزام نہایت دیدہ دلیری سے لگا دیا ہے۔ اس لئے ہم "نار افشاں" کے خداوند کی خوش کلامی اور شیریں بیانی کے چند ایک نمونے پیش کرتے ہیں۔ تا اگر اس کے ذہن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کوئی ایسے الفاظ موجود ہوں۔ جو اس کے خیال میں پایہ تہذیب سے گرے ہوئے ہوں۔ تو وہ ان کا مقابلہ اپنے "منجی اور خداوند" کے الفاظ سے کرکے دیکھ سکے۔ کہ یسوع مسیح کی خوش کلامی کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سخت کلامی کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ سنو۔ آپ کے خداوند یسوع مسیح فریسیوں کو خطاب کرتے ہیں۔

(۱) "اے سانپ کے بچو۔ تم برے ہو کر کیونکر اچھی باتیں کہہ سکتے ہو۔" (متی ۱۲/۳۴)

جب فقیہوں اور فریسیوں نے کہا۔ کہ "اے استاد ہم تجھ سے ایک نشان دیکھنا چاہتے ہیں۔" تو آپ جواب دیتے ہیں۔

(۲) "اس زمانہ کے برے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں۔" (متی ۱۲/۳۹)

(۳) "اے ریاکار فقیہو اور فریسیو۔ تم پر افسوس ہے۔ کہ ایک مرید کرنے کے لئے تری اور خشکی کا دورہ کرتے ہو۔ اور جب وہ مرید ہو چکتا ہے۔ تو اسے اپنے سے دونا جہنم کا فرزند بناتے ہو۔" (متی ۲۳/۱۵)

(۴) "اے احمقو اور اندھو۔" (متی ۲۳/۱۷)

(۵) "اے ریاکار فقیہو اور فریسیو۔ تم بھی ظاہر میں تو لوگوں کو راست باز دکھائی دیتے ہو۔ مگر باطن میں ریاکاری اور بے دینی سے بھرے ہوئے ہو۔" (متی باب ۲۳/۲۸،۲۷)

(۶) "اے سانپو۔ اے افعی کے بچو۔ تم جہنم کی سزا سے کیونکر بچو گے۔" (متی باب ۲۳/۳۳)

امید ہے۔ یسوع مسیح کے ان ارشادات طیبات کو پڑھ کر کوئی مسیحی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر سخت کلامی یا گالی گلوچ" کا ناپاک اتہام نہیں لگائے گا۔ کیونکہ جس مذہب کے بانی بلکہ اس کے معبود کے منہ سے ایسی ایسی باتیں نکلی ہوں۔ اور جو اس کی پاک کتاب کا جزو ہوں۔ اس کے پیرو کیا خق رکھتے ہیں۔ کہ کسی کو سخت کلامی کا الزام دیں۔

ھو الذی خلق من الماء بشرا و جعلہ نسباً و صھراً و کان ربک قدیرا

میرے دو نادل پاس بھائی ۲۰-۱۸ سال عمر بر سر روزگار ہیں۔ ان کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ نیز میرے پاس سنیاسی۔ طبیب۔ ڈاکٹر۔ سیاح کے چند تجارتی نسخے ہیں۔ ارکاٹکٹ آنے پر ایک نسخہ لکھا جائیگا۔ پتہ ہاں (رفیع الدین جنجوعہ منشی فاضل۔ مقام جھاوریاں براہ شاہ پور۔ پنجاب

دوسری بار اطلاع

قبل ازیں ایکبار اطلاع دی جا چکی ہے۔ اب دوبارہ اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ فاروق کا سال ۲۸ر مارچ ۲۹ء کو ختم ہو کر ۷ر اپریل ۲۹ء سے نیا سال شروع ہوگا۔ جن خریداروں کا سالانہ اور ششماہی چندہ ۳۱ر مارچ کو ختم ہو چکا ہے۔ انکے نام ۷ر اپریل کا پرچہ بر لئے چندہ سال نو سالانہ یا ششماہی حسب دستور ارسال ہوگا۔ امید ہے کہ وی پی وصول کرکے شکریہ کا موقعہ بخشا جائیگا (مینجر فاروق)

(زیر انتظام مینیجر پریس قادیان میں بمقام قاسم علی پریس و پبلشر نے چھپوا کر شائع کیا)

حیرت میں ڈالنے والے جرمنی کے نئے تحفے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کشیدہ کاڑھنے کی مشین

لڑکیاں اس سے کرسیوں کی گدیاں۔ سرہانوں کے غلاف۔ غالیچے۔ شال۔ چادریں۔ دوپٹے۔ سوٹ وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ کئی قسم کے گرم و سرد اور ریشمی کپڑوں پر۔ اون ریشم اور سوت سے ہر قسم کے پھول اور گلکاریاں بنا سکتی ہیں۔ ترکیب نہایت ہی آسان ہے۔ غریب لڑکوں کے لئے اور بیوہ عورتوں کے لئے روزگار کا ذریعہ اور امیروں کے لئے ایک اعلیٰ تحفہ ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ ہندوستان بھر میں کوئی زنانہ سکول اور مکان اس مشین سے خالی نہ رہنا چاہیئے۔

قیمت فی مشین صرف چار روپیہ۔

علاوہ خرچ ڈاک

گھر کا جوتشی

یہ آلہ جرمنی کے سائنسدانوں نے حال میں ایجاد کیا ہے۔ اس کے ذریعہ سے آپ آدھ منٹ میں دیکھ سکتے ہیں۔ عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی یا کوئی جانور یا حیوان وغیرہ۔ بچہ زندہ گی یا مادہ۔ مقدمہ میں جیت ہوگی یا ہار۔ امتحان میں کامیابی ہوگی یا نہیں۔ غرضیکہ ہر ایک ایسی بات آلہ قبل از وقت بتائے گا۔

قیمت فی آلہ معہ مکمل ترکیب صرف دو روپے

علاوہ خرچ ڈاک

فوٹو ہینڈ کیمرہ ۵

یہ کیمرہ خاص طور پر شوقین اصحاب کی خاطر زر کثیر صرف کر کے جرمنی کے ماہرین فن سے تیار کروایا گیا ہے۔ عورت۔ مرد۔ جانور۔ درخت۔ مکان۔ گرجا۔ مسجد۔ مندر۔ ریل۔ ہوائی جہاز۔ وغیرہ چلتے پھرتے۔ اڑتے اور بیٹھے ہوئے کی خوبصورت اور دلپسند فوٹو اتارنے کے لئے کم از کم ایک ضرور منگائیں۔ ہر کیمرہ کے ساتھ مکمل پرچہ ترکیب۔ تصویر اتارنے کے لئے پلیٹ و دھونے کے لئے مکمل مصالحہ وغیرہ بھی بالکل مفت روانہ ہوتا ہے۔ ایسی سستی اور عمدہ چیز آپ کو کسی دوسری جگہ سے ہرگز نہیں ملیگی

قیمت فی کیمرہ معہ مکمل سامان وغیرہ صرف پانچ روپیہ

علاوہ محصول ڈاک

طلسمی لالٹین ۵

سینما اور تھیٹروں میں ہر روز جا کر پیسے بگاڑنے سے آپ ایک طلسمی لالٹین منگا لیجئے۔ اور گھر بیٹھے ہی مفت میں روزانہ ان نظاروں کو دیکھ لیجئے۔ غریب لوگ اس کو منگا کر تماشا دکھا کر روپیہ کما سکتے ہیں۔ اور امیروں کے لئے یہ ایک اعلیٰ قسم کا شغل اور تماشا ہے۔

قیمت فی عدد معہ مکمل سامان صرف پندرہ روپیہ۔ دو دو عدد فلم پندرہ روپے

علاوہ خرچ ڈاک

المشتہر

مینیجر برلن ٹریڈنگ ایجنسی (انڈیا آفس) پوسٹ بکس ۹۷ لاہور

آنکھوں کے مریضوں کو خوشخبری

ہزارہا مریضوں کے ہاتھوں سے نکلنے کے بعد موتیا پڑ بال۔ پھولا۔ ناخونہ ککروں کے کثیر التعداد مریضوں کے اوپریشن کرنے کے بعد میں اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ اسّی فیصدی آنکھ کی بیماریاں ککروں سے پیدا ہوتی ہیں۔ اگر آپ کی آنکھوں سے پانی بہتا ہے۔ آنکھیں سرخ۔ خارش جلن۔ آنکھوں کا گھبرانا خنکایات ہیں۔ یہ سب ککروں کی موجودگی کی علامات ہیں۔ ککروں" جیسے سوزی مرض کے اسباب۔ علامات۔ یورپ۔ امریکہ۔ جاپان اور ہندوستان اور دیگر ممالک میں جو جو اس مرض نے تباہیاں کی ہیں۔ ان کو ہم نے رسالہ روہے ککرنے" میں خوب واضح کیا ہے اگر آپ صحت چاہتے ہیں۔ تو گرینول بکس" طلب کر کے استعمال میں لائیں۔ جو بچے سے لیکر بوڑھے تک مفید ہے۔ چند دن میں آنکھوں کی حالت بدل دیتا ہے۔ قیمت بکس کلاں ۸ آنے ۱۰ روپیہ بکس خورد ۸ آنے ۱۰ روپیہ

ڈاکٹر عبدالرحمٰن (احمدی)، فزیشن سرجن اینڈ اوپٹیشن موگا (پنجاب)

بیکاروں کی ضرورت

اگر آپ بیکار ہیں۔ اور روزی کمانے کیلئے ملازمت کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہیں۔ تو آیئے ہم آپکو ملازمت سے نجات حاصل کرنے کا ایک نسخہ بتلاتے ہیں۔ آپ ایک روپیہ خرچ کر کے نویر یختہ کپڑے دھونے کا صابن جو عمدہ کم خرچ اور جھاگ دینے والا ہوگا بنانا گھر بیٹھے ہی سیکھ لیں۔ یہ صابن ایک گھنٹہ میں تیار ہو جاتا ہے۔ آپ دو روپے نفع کما سکتے ہیں۔ ملازمت پیشہ لوگ بھی ایسا مفید صابن صرف ایک گھنٹہ میں گھر میں تیار کر لیا کریں۔ اور بازار کے گراں اور غیر مفید صابن سے ہمیشہ کے لئے نجات حاصل کریں۔ اشتہار کی اجرت وصول کرنے کے لئے فیس نہایت ہی معمولی صرف دو روپے مقرر کر دی ہے۔ نسخہ بذریعہ وی پی ارسال ہوگا۔ یہ رعایت صرف ایک مہینہ کیلئے ہے۔ فائدہ اٹھائیں اور اس نسخہ کو منگائیں۔ اور گھر بیٹھے دو روپیہ نفع کمائیں۔

مہتمم احمدیہ دوا گھر قادیان (پنجاب)